بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلیہ اشرف نسل آدم صلی اللہ علیہ وسلم

للہ الحمد شب غم نے اوٹھایا بستر
مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر

مژدہ اے دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر
بارک اللہ طبیعت کا ہی رنگ دیگر

گر نہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعوی ہے
سجدہ کرتے ہین ملائک مرا وہ رتبا ہے

لامکان تک لیے جاتی ہی مجھے طبع رسا
لڑ گیا عرش کے پائے سے سخن کا پایا

ہو رہا ہی صفا روح مین میرا چرچا
خیر مقدم کی چلی آتی ہی ہر سو سی صدا

بزم قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہون مین
ملک آنکھون پہ بٹھاتے ہین انسان ہون مین

آج کس دھوم سے خدام سخن آتے ہین
مسندین فلک کی محفل مین بچھاتے ہین
تنگی بزم جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
گاؤ تکیہ کرہ ارض کا اوٹھواتے ہین
جشن کا روز ہے معنی کے شہ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے
عالمِ نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے
گل کئے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عقد پروین سے لکھے ہین نسخے کتنے
سادہ کاغذ ورق مہر درخشان ہے آج
دست پر نور عطارد مین قلمدان ہے آج

یون خرامندہ شوخی قلم رعنا ہے
موج ہے جس سے خجل غرق عرق دریا ہے
بال پرواز پری چٹکیون اوڑتا ہے
آہوئے شوخ ہے کیا کبک خرامان کیا ہے
کوئی شاخ آہوون کی جلوہ گہ چین تو نہین
کوئی سرخاب کا پر کبک دری مین تو نہین

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے — غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہے

برگِ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے — سرو رعنا نہیں آئینۂ قد آدم ہے

ہر شجر شمع تجلی ہے گلشن تمھارے ہیں

نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں

سطر سنبل گل حرف ہے غنچہ نقطا — کاغذ مشق ہوا سیر چمن کا تختا

طوطی بولا مری خامہ کا میان شعرا — کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے

خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامہ مو — کہوں آراستہ تصویر سخن کے گیسو

کہو رضوان سے کہ لادے مجھے تاج شبو — کہ شب فکر میں نکہت مشکین ہو ہر سو

منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے

مشق کرنے کو مری لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دود
جسکی ترتیب کو جبریل امین ہین موجود

گوند ہے جو شجرۂ طوبیٰ کا بقدر مقصود
پانی ایسن چشمۂ کوثر سے ہے مگر پہ کی درود

صورتِ دیدۂ موسیٰ ہے پر انوار کھرل
شمع سے طورِ معلیٰ کی اوڑائی کاجل

رنگِ شنجرف کا بھی ایک ہی سامان کیجیے
لالہ زار ایسے چمن کا چمنستان کیجیے

خضر کو سالکِ آب پہ مرجان کیجیے
لعل کے واسطے تسخیرِ بدخشان کیجیے

وقت ہے یہ بھی انجمنِ گردون کا
کہ شفق پہ بھی ارادہ ہے سر انجون کا

اور کاغذ کا تو ہے عجب انداز کیا
پردۂ چشم کو قرطاسِ خط اساز کیا

کھینچی تصویر اوسے جلوہ گہِ ناز کیا
چوم لون ہاتھ مین ایسے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھچا نقشا ہے
خاکِ انگارہ کفِ دستِ یدِ بیضا ہے

کیوں نہ سو جان سے ہو گلزار بہار معنی
محو رنگینی تصویر سراپا سے نبی

یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سنی اپنی کبھی
تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں کھنچی

نازش خامۂ قدرت نے کہا واہ رے یہیں
بول اٹھا عارض پر نور کہ اللہ رے یہیں

کیسی تصویر کہ ہے صبح بہار ایمان
کیسی تصویر کہ ہے آئینۂ پیدا و نہاں

کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور فشاں
کیسی تصویر کہ ہے کلک مصور نازاں

کیسی تصویر کہ سب جل علا کہتے ہیں
کیسی تصویر کہ سب جل و علا کہتے ہیں

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاش ازل
خود لگا کہنے کہ ہر صفت میں ہے تو افضل

تیری صورت سے کھلے معنی ما قل و دل
انبیا شرح مفصل ہیں تو ہے متن مجمل

تو ہے خورشید تیرے ساتھ انجم ہیں نبی
تو ہے شمع تیری تصویر میں سب ہیں قطبی

تو ہے داؤد نعم تو ہی سلیمان خاتم
خلعت خاص خلیل و برکات آدم

فکر یحییٰ ہے تو ذکر زکریا ہر دم
شکر یعقوب ہے و صبر ایوب باہم

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریل کہ تجھ پر ہی ختم تکمیل
خضر و الیاس کا رتبہ شرف اسمعیل

آدم و نوح کو بخشے تجھے اوصاف جمیل
اور سوا اسکے بھی ہے شہر قد باغ خلیل

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

دین بیچارا کہ مری گھر کا اوجالا کر دے
مثل مردے کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے

طالع خفتہ کو ہم چشم زلیخا کر دے
دستگیری مری فرما مجھے پیدا کر دے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کنوین جھانکا کرون کنعان کی تو سودا ہی مجھے
طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہی مجھے
خبط ہی گر سر اعجاز مسیحا ہی مجھے
سچ تو یہ ہی کہ ترے گھر مین گمی کیا ہی مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم تصویر
ہے دل و جان سے فخر امم یہ تصویر
بس کہ آئینہ وحدت مین ہی خم تصویر
عالم نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر

سایہ نہ پیدا ہی تھا آپکے قامت کے لیے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لیے

جسم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہے
سایۂ حق و خجستہ منزلت ظلہ ہے
اوسکے قامت کو بھلا سایہ سے کیا ہے
سچ ہی محبوب خدا لاثانی ہی وہ یکتا ہے

لاکھ عاشق ہون مگر لطف دو محبوب نہین
ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہین

قد کے اوصاف کبھو یاد نہ بھولو یکجا
آب آئینۂ باطن سے وضو کر کے ذرا

سجدۂ سہو میں بس یہی عبادت میں ہوا
اِنّی وَجّہت کرو نیت ادق سودا

اوٹھ کھڑے ہوئیے تعظیم و ہم طاعت ہے
یہی تکبیر میں عشاق کی قد قامت ہے

عرش پہ کرسی بچھا ہے مرے ذہن رسا
ای فلک فکر باندازہ ہمت ہے بجا

اب بیان آمد مضمون ہے کہ وحی آئی
تو و طوبیٰ و من و قامت محبوب خدا

قد بے سایہ مری چشم تمنا میں رہے
سایہ طوبیٰ کا ترے عالم بالا میں رہے

راستی جوہر آئینۂ ایمان ہے دلا
دیکھے دو نون الف اسکو تو کھلا یہ نکتہ

کہدے ایمان سے کہ قد تیرا ہے الف ایمان کا
ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سر تماں حدوث و قدم اول کا ظہور
دو سرا وادی ایمن میں ہے شمع طور

سرِ اقدس ہی حبابِ لبِ دریائے قدم
میمِ احمد کا ہی داماں احد سے منضم

درۃ التاج ہی اس بحر کا یہ قطرۂ یم
یوں حدوث اور قدم آکے ہوئی ہیں باہم

قطرہ بنگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لیے امت کے گناہ آپ نے اپنے سر پر
دن گنے جاتے ہیں کب ہو نہ شمار انکی نظر

بخشش حق ہو نہ ہم پر متوجہ کیونکر
زلفِ مشکیں کو دکھا کر جو کہیں پیغمبر

ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہے فرقِ ہمایوں جنابِ حق کا
عالمِ غیب کا سردار ہوا جلوہ نما

پر دبالِ افسرِ شہپر نہیں کھولی ہما
نہیں سرکار سے سلطانِ حبش کی حاجت

کشور کاکل پر پیچ و خم سر پر ہے
نہ ختن ہے نہ خطا ہے نہ یہ عنبر سر ہے

خوشنویس ازلی کا ہی وہ نسخۂ قلم
کہ ہر اک حرف ہی اوسکا سند مستحکم

اہل ایمان کو لیے موی سر شاہ امم
خط گلزار مین ہی سر خطِ گلزار ارم

گو چہ خلد نظر آنے لگا دنیا مین
خوب فردوسیہ لکھا ہی خطِ طغرا مین

رخِ پر نور کا ہی کاکلِ شبگون سی ظہور
دیکھہ لو دامن موسی کو تو شعلۂ طور

سنبلے مین ہی عیان جلوۂ ماہِ پر نور
ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور

شب معراج مین ہی شمع تجلی روشن
لیلة القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصفِ پیشانی مین ہوتا ہی قلم منبر نشین
لوح بسم اللہ ابرو ہی جسے کہیے بہ یقین

مصحفِ گل ہی رخِ خاتمۂ نسخۂ دین
سورۂ فاتحہ مصحفِ گل ہی وہ جبین

گلشن عالم تنزیہ رخِ زیبا ہی
اوس گلستان مقدس کا یہ دیباچا ہی

ہیں وہ ابروے سیہ پیش جبین انور — طاق بالاخانہ خورشید کے آتی ہیں نظر
نقشہ اہرہ کا دکھائی جو عطارد لکھکر — مہ نو تیغ ہے مریخ کی ہو دو پیکر

خواب میں بھی جو وہ زہرہ جبین پیش آئے
مشتری طالع کنعانی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوے پیشانی انور ابرو — ہیں یہی آئینہ صفا کے جوہر ابرو
آب دو گوہر دو نیم خنجر ہیں مقرر ابرو — موج دریاے شجاعت ہیں سراسر ابرو

مہ کامل میں مہ نو کی یہ تصویریں ہیں
یا کبھی معرکہ بدر میں شمشیریں ہیں

ایک رگ کھنچی ہے مابین دو ابروے سیاہ — کہ نظر آتی ہے وقت غضب شاہنشاہ
طرفہ تشبیہ پہ پھرتی ہے سخندانکی نگاہ — الف اسم چھپا ہے جو ہے بسم اللہ

لفظ و معنی میں عجب ابروان کے طاق ہوئے
الف طاق چھپا تو عدد طاق ہوئے

رگ جو کالا ہی تو شاہین ہین ابرو
انکھہ پیچے اگر جائب امت سحر

مردمک سنگ ہی اور پلہ ہی چشم ترازو
صاف رکھی ہے میزان قیامت یکسو

آپ پلے پہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا
مردم چشم کہین ہمنے اسے تولا ہی

طرف مضمون ہی مجھے پیش نظر آگاہ ہو
ایسی نرگس کہین دیکھی ہی نہ بادام سا

منظر چشم نی پہ بھی دیا ایکھی کچھ ایسا
چشم بد دور عجب آنکھ ہی ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سی اچھی کوئی تشبیہ کرے
چشمکین مارے سخن گو نظر تیرہ کرے

اک نیا نسخہ نکالون لیے جوہر سے
پلکین اکسیر کی بوٹی ہین شیا اکثر سے

صفحے سیم کی انکھین جو ہی آب زر سے
بیت چشم پہ ہی آنچ رخ انور سے

صدقے ای طالع بیدار تیرے سو جائے
ڈھیلے آنکھون کی نہین ڈھیلے ہین یہ گیے

گوش سے پورتہ زلفِ شب آسا مستور
رنگ کا اوسکے صبا سنکے چمن مین کوپیر
کہین ہو گوش سی بھی دیکھی تو سحر ہو کا نور
کہے گل سی کہ ہوا ہو نہ ٹھہر ہیر حضور

گوہر و صدف سی گردامن دریا پہ ہو
یون صدف سی کہی موتی کہ لبِ چاہ در پہ ہو

گوش سے قطب فلک گرچہ شبیہ ہے تیز
ہے زمین کعبۂ ابرو کی بڑی مردم خیز
چشم کا ہے یہ اشارہ کہ گرد اس سے گریز
رخ کی میدان مین ہر اک زرہ ہی شمشیر تیز

گوش بینی کو یہی کہہ کے سب کہتے ہین
قطب اور جب انفاس یہان رہتے ہین

بینی اقدس شاہنشہِ عالی منظر
خوبروئی کا بلندی پہ ہے یون اختر
آب آئینۂ رخسار کی موج انور
یوسف حسن کی معراج ہی یا پیش نظر

صفحۂ خد مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھا عارض انور کا خدا بینی ہے

صورتِ چشمۂ کوثر ہی لبِ جان پرور
شاخ اوس نخل کی ابرو ہی جنابِ اطہر

نخل بادام وہی ہی لبِ کوثر پہ
اور اوس شاخ مین عینین مبارک ہین ثمر

دلِ عارف اوسی کے سائے مین دم لیتا ہے
نورِ ایمان اسی سائے کے قدم لیتا ہے

چشمۂ مہر سے اس بحر مین اب روشنی ہے
وصفِ رخسار ادا کرنیکا مجھے حق ہے

صفحۂ ماہ پہ انگشت قلم سے شق ہے
رنگِ رخسار سحر سا نہی جسکے فوق ہے

مطلع صبح بنا جنبی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو کہا سکتا ہے
شامت آجائے جو خورشید کو یہ دعویٰ ہو

شمع کے بھی ہوش اوڑ جائین جو کچھ کو دیکھی ہو
صبح ہو جائے قمر حسن مگر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئین
چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائین

روبرو جلوۂ خورشید کی سایا کیا ہے
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے

عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکلتا کیا ہے
اُس کی ہونی میں بھلا آپکے شبہا کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بتاہی ہی
نور رخسار سے حرف نہیں سیاہی ہی

لب جان بخش کی تشبیہ دم عیسی سے
دم ہی دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی بچے

آب حیوان نے کہا خضر نے گو چھینٹے دیے
اب فقط رہ گئے خورشید کے چھوٹے شوشے

کہوں یاقوت تو وہ تاب یہاں پاتیں نہیں
لعل سمجھوں تو آنکھیں ہی ٹھہراتیں نہیں

فکر وصف در دندان میں گیا سارا دن
رات بھر تارے ہی گنتی رہی بیٹھے محسن

جسکی تشبیہ ہو اوسکی صفت کیا ممکن
یہ تو ثابت ہے کہ بتیا رہے ہیں پروین لیکن

غور سے دیکھیے تو شبنم کے چھپائے ہیں
یا لب ساغر افلاک کے تنہا لے ہیں

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا در کو گیا
پانی پانی میں ہوا جوشِ مروت سے مگر

آیا دہن میں لیکے گر یتیمی گوہر
معنی تازہ طبیعت سے کھلے یوں دل پر

کہ درین قطرۂ سائل نم لا تنہر نیست
ورپئے دُرِ یتیم آیۂ لا تقہر نیست

اک تبسم ہی کلید درِ جنت ہی یہان
نامۂ بخشش امت ہی جو حضرت کی زبان

ہوئے غفار کے دندانہ تشدید عیان
نقطِ اللہ مہر نامہ ہی سلک دندان

نامۂ ملفوف لبوں میں ہی بطرز دلخواہ
ہی لفافے پہ خط پشت لب انشاء اللہ

اے سخندان کبھی اسرار دہن کیسے بیان
پہونچے ہیں حقۂ گوہر کے جگر تک دندان

ملگیا خاک میں چشمۂ آب حیوان
درج یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دھوان

رنگ غنچے کا اڑا گل کی تعلی چھوٹی
ہنسہ پہ پستے کے ہوائی یہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہی کہ اوسکو شکرستان کہیے — کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیے
خضرؑ بولے کہ اوسے چشمۂ حیوان کہیے — اور سلیمانؑ نے کہا خاتم یزدان کہیے

ہر جگہ مشتہر اوسکا لقب تازہ کیا
حق تعالیٰ نے اوسے صاحبِ آوازہ کیا

غنچے زیبش کہی گرچہ ہزاروں مضموں — گفتگو اس میں ہی بولی مری طبعِ موزوں
میں شگافِ قلمِ صنع اوسے کیونکر کہوں — جس سے ظاہر ہوا اسرارِ خفی کن فیکون

شعرا نے اوسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا
اسمِ اعظم کا مگر ہمنے معما سمجھا

ریشِ مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے — کششِ خط شکستِ دلِ اعدا کہیے
سرِ فرمانِ خدا کا خطِ طغرا کہیے — کلکِ تقدیر کا یا خطِ شفیعا کہیے

اسکی ہر تار سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہے شفاعت کی سند خطِ شفیعا ہمکو

رخ پہ پر نور ہے قرآں کا پہلا نسخہ / ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
مشکل ازبسکہ تھا مضمون حسن کا نکتہ / اسلیے حاشیہ لکھا ہے خط رنگین کا

رخ جو ایمان ہے تو اک جزو ہے یہ ایمان کا
ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ قرآں کا

نگہ پاک الف صاد ہے چشم زیبا / لام گیسو ہیں سر مو نہیں کچھ فرق اصلا
چہرے پہ ہے خط گلزار سے یعنی لکھا / کہ وہ ہے اصل پئے خلقت دین و دنیا

جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجے
دیکھیں تضمینیں بہت اک ہی تضمین کیجے

پردہ کعبہ ہے گیسوے حبیب یزداں / اور محراب حرم کا ہے اوس ابروے کماں
اوس میں پاکیزہ مصلا ہے نگہ کا داماں / مردم چشم ہے بیٹھا ہوا اک ناظرہ خواں

زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف
رحل ہے جسپہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف

لو لگائے ہی ہوئی روشنیِ طبعِ دلا
نہیں پروانگی باقی ہے مگر فکر رسا

شمع کافوری گردن کا دکھائی جلوا
پر یہان جلتے ہین جبریل کے اندیشہ کے

سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہے
آتشِ حسنِ گلوسوز کا یہ شعلا ہے

بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور
کسی محفل کی صراحی کا یہان کیا مذکور

جس سے ڈوبی عرق شرم مین ہے شمع طور
بزم جنت کی کہین اوسی سے جوش سرور

جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن مین آئے
خلد مین شربت دیدار حق اچھو ہو جائے

بال گردن پہ جھک آئی تو ہوا یہ روشن
ہے تجلی کیلیے خامۂ ایجاد او گھن

کہ شب فکر مین افروختہ ہین شمع سخن
انتخابی ہین اشعار بیاض گردن

ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

صفتِ مہرِ نبوت کا بیان ہو کیونکر
خامشی مہر ہے اور سخن ہے ششدر

مہر کی پشت کے نقش و نسیہ حق کی لکھا
کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اسپر

ہوئی پھر بھی جو سیہ دل تھی گمراہ
ختم اللہ علیٰ قلبہم باللہ

مہر انور کے جو معلوم ہے حرف تمام
کلمہ اوس سے نمایاں تھا نہیں اسمین کلام

رسنت ہے دعویِ مقبولیِ دین اسلام
ایک ہی مہر پہ تھین لکھے ہین دو نام

نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالمگیر
ایک سکے مین کھدا نام شہنشاہ وزیر

دستِ رنگین کی صفت بارِ خدایا کیا ہے
شاخین کلچین کی ہون شاخِ گلِ رعنا ہے

طوطیِ ناطقہ اس باغ مین چپ رہتا ہے
بلبلِ طبع کو غنچے کیطرح سکتا ہے

ہاتھ باندھے ہوئے جبریل کھڑے رہتے ہین
دستِ گلچین کو یہان دستۂ گل کہتے ہین

کیون لکھے صفت سینۂ صاف سرور
دست بر سینہ ہین خسرو پیغمبر و بشر

اور کہتی ہین فرشتے بھی حیران ہو کر
لوح محفوظ ہی یا عرش خدا پیش نظر

صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے
صورتِ علمِ لدنّی کا یہ آئینہ ہے

صاف بے مو ہی نبی کا سینہ شفاف
جیسے نقطون سے ہے حرف الف سادہ و صاف

ہان مگر سینے سے ہی اک خط مشکین تا ناف
جسکو کہتا ہے سخنور کشش مد کاف

صدر پر نور کے شق ہونیکی تمثال ہے یہ
عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہے یہ

مخزن گوہرِ اسرار شب اسری ہے
شرح صدر شہ عالی کا اک نکتا ہے

جو کہ لبریز لطافت ہی یہ وہ چشمہ ہے
جسمین معراج لطائف ہین وہ دریا ہے

خط نہین سینے مین شاہنشہِ بحر و بر کے
عنبرین موج ہے یہ بحر مین گوہر کے

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہی بال جبریل
اور اچھا مضامین مین ہے فکر اسرافیل

نکلی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل
ہوگیا ہمعدد لفظِ عدم لفظِ عدیل

قاف تک ہمنے بہت کاف کمر ڈھونڈھا ہے
کمرین دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہے

ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اوسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور

تاکمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور
سامنے اوسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سنکے اوصاف شجاعان عجب گھبرا ہین
جیسے میدان مین جو آئین تو ہرن ہو جائین

لا خطِ نسخ مین لکھو تو کہون نکتہ آ
لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر وصل علی

واہ کیسا کمر و پیرہ خط نسخ کھچا
کمر یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سی اشنا بھی
یہ وہ لا ہے کہ نہین جس سے بچا اِلّا بھی

سر عالم ہی فدا ہو قدم پاک نبی
ہاتھ آیا ہی جو کاغذ تو یہ حسرت ہی بنی

وصف مین جسکی صفحہ اُنکا لگا گھٹنی
نہین چلتا ہی لگی پانو قلم مین مہندی

سر بزانو ہی ادب آکی سخنگو بیٹھین
فکر عالی کی فرشتے بھی دو زانو بیٹھین

دیکھیے کیا اوسے شمشاد و صنوبر سی مثال
سر جنت سی نکل آئین پئے استقبال

چمنستان ارم اوسکی قدسے ہی نہال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجیے پامال

فصل بلبل کی سر راہ بچھائین گل چشم
فرش فردوس گلابی ہو تو ہو پتلی چشم

شور ہی عالم بالا پہ قد رعنا کا
ساق ہی نخل تمنا ملأ اعلے کا

سر افلاک ہی فدیہ قدم والا کا
خاک پا غازہ ہی حور و رخ زیبا کا

رکھدیا آپنے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھگیا پایہ مین وہ عرش سے بھی چار قدم

بند میں تا گرہ پاؤں کی گردن پائے
شمع گو رشک سے جلجائے مگر شہرہ وہ کشائے

ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پہ آئے
گرہ ابروے خوباں کی حقیقت کھلجائے

ماہ نو گر ہمیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشم فلک میں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن
کسکو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن

اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہے بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر
سارے محشر کی زمیں رکھ لوں اوٹھا کر سر پر

ہے امید کہ جب گرم ہو بازار نشور
یوں کہے بادشہ بارگہ عالم نور

تو سراپا میں تم دو عوض جور و قصور
میں کہوں واہ مجھے نہیں ہر گز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ تدبیر نہیں
کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تقدیر نہیں